ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

مصنف

پروفیسر عمران بشیر

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

منصف

ڈاکٹر عمران بشیر

جملہ حقوق بحقِ مصنف

نام مصنف: عمران بشیر

سن اشاعت: 2023

کمپوزنگ: محمد اقبال

ٹائٹل: حافظ عبدالرشید

چھاپہ خانہ: یونیورسٹی پرنٹنگ پریس

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ	06
2	آنکھ رکھتا ہے تو پہچان مجھے	09
3	تعلیم نامہ	16
4	تمغہ امتیاز	21
5	دورہ جات	24
6	ادبی تقریبات	28
7	صادق دوست ایگزیکٹو کلب	35
8	کمرشل ایریا	38
9	ٹرانسپورٹ	41
10	چائینز لینگو ئجز کورس	45
11	کھیل	48
12	سی ایس ایس	54
13	کردار سازی	59
14	وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کا پیغام	63

پیش لفظ

کچھ عرصے سے یہ خیال ہمیشہ میرے دامن گیر رہتا تھا کہ ڈاکٹر اطہر محبوب جیسی جید شخصیت پر قلم فرسائی کروں لیکن سمجھ نہیں آتا تھا کہ موصوف کی کس کس لیاقت کو قلم بند کروں کیونکہ ڈاکٹر اطہر محبوب بہت ساری خوبیوں کے اکیلے مالک ہیں۔اسی طرح بڑے عرصے سے جامعہ اسلامیہ جو اس خطے کا سب سے بڑا تعلیمی مرکز ہے پر کچھ لکھنے کی امنگ دل میں چھپا ئے بیٹھا تھا۔

بس پھر ایک صبح میلی میلی دھوپ میں قلم کو جنبش دی اور ان دونوں پر قلم اٹھانے کی جسارت کرتے ہوئے لفظوں کو زیب قرطاس کرنا شروع کر دیا۔ پھر کیا تھا کہ آمد ہوتی چلی گئی اور جذبات کو الفاظ کا لبادہ پہنا کر کاغذ کی زینت بناتا چلا گیا حتیٰ کہ ایک کتاب تشکیل پا گئی۔ میں نے ڈاکٹر اطہر محبوب میں اپنے کام کے لیے جنونیت، سچی لگن جسے علامہ محمد اقبال نے عشق کا نام دیا ہے اور ہمت و حوصلہ جیسے اوصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کا عنوان اقبال کے درج ذیل شعر سے اخذ کیا ہے۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

تو اس کتاب کا عنوان ہے "ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند"

اقبال کا یہ مصرع بذات خود ایک ہمت اور حوصلہ کا سرچشمہ ہے اور ویسے بھی میرے خیال میں اس دنیا میں ایک ہی کام ناممکن ہے اور وہ یہ کام ہے جو آپ کرنا نہ چاہیں ورنہ یہ دنیا عالم ممکنات ہے اور یہی اقبال کا فلسفہ و نظریہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونے کی ڈاکٹر اطہر محبوب نے ایک کامیاب کوشش کی ہے۔

میں نے گزشتہ چار سال کے دوران میں جامعہ کی غیر معمولی ترقی کو احاطہ قلم میں لاتے ہوئے اس کتاب کا موضوع سخن بنایا ہے میں نے تمام مضامین پر مختصر مگر جامعہ بات کرتے ہوئے ایک اجمالی خاکہ پیش کیا ہے۔ میں اپنی اس کاوش میں کس حد تک کامیاب ہو اہوں یہ تو اس کتاب کا قاری ہی بتا سکتا ہے۔

بہر حال ڈاکٹر اطہر محبوب نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی ترقی میں ایک مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ جس کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے ساتھ منسلک تمام لوگ کبھی فراموش نہ کر پائیں گے اور سدا ڈاکٹر اطہر محبوب کی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے لیے غیر معمولی خدمات کو سنہری حروف سے تحریر کریں گے۔

جامعہ اسلامیہ جو کسی زمانے میں ایک صحرائی یونیورسٹی ہوا کرتی تھی اس کا وسیع و عریض رقبہ زیادہ تر صحرا پر مشتمل ہوتا تھا وقت کی تیز آندھی ان ریتلے ٹیلوں کو اپنے ساتھ اڑا کر لے گئی جیسے جیسے وقت گزرتا چلا گیا یہ صحرا گلشن میں تبدیل ہوتا چلا گیا اب یونہی آپ جامعہ اسلامیہ کے صدر دروازے سے داخل ہوتے ہیں تو بلاشبہ یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ آپ اسلام آباد کی شاہراہ قائداعظم پر محو سفر ہیں۔ جامعہ میں داخلی دروازے سے داخل ہوتے ہی بے شمار شجر سایہ دار دورویہ قطاروں میں آپ کے خیر مقدم کے لیے کھڑے نظر آتے ہیں۔

سب سے پہلے تو پاکستان ریلوے کا قدیم پھاٹک ہر گزرنے والے کے کان میں عظمت رفتہ کی کہانی کہتا ہے قدیم ریلوے لائن ہمیں یاد ماضی کے بیابان میں لے جاتی ہے جبکہ انگریز بہادر کا زمانہ تھا۔ اگر دیکھا جائے تو ریلوے بھی ہماری ثقافت کا ایک اہم جزو ہے۔ جدید

غزل میں صف اول کے شاعر سید ناصر رضا کاظمی نے توریلوے کو اپنی شاعری کا موضوع سخن بھی بنایا ہے اپنے ایک شعر میں یوں طبع آزما ہوتے ہیں۔

ریل کی گہری سیٹی سن کر
رات کا جنگل گونجا ہو گا

جہاں شہر بہاول پور کی شناخت نور محل ، لال سوہانرا یا چڑیا گھر یا حاجی اللہ بخش کا سوہن حلوہ یا فرید گیٹ بنے وہاں اسلامیہ یونیورسٹی کو ایک کلیدی مقام حاصل ہے۔اسی طرح شخصیات میں تین ایسی علمی وادبی شخصیات ہیں جو میری چشم تصور میں شہر بہاول پور کی شناخت بن چکی ہیں جن میں ہاکی چمپیئن جناب سمیع اللہ خان، موٹیوشن سپیکر جناب ڈاکٹر جاوید اقبال اور وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب شامل ہیں۔

دل تو چاہتا ہے کہ یہاں بہت سی باتیں ڈاکٹر اطہر محبوب کے متعلق بیان کروں لیکن وقت کی قلت پائوں کی زنجیر بن جاتی ہے اور ویسے بھی یہ ان کے سوانح نویس کا کام ہے اگر قدرت حق نے موقع فراہم کیا اور زندگی نے وفا کی اور مالک حقیقی نے صحت کاملہ عطا کی تو از سر نو ایک مفصل کتاب اسلامیہ یونیورسٹی اور ڈاکٹر اطہر محبوب پر تحریر کروں گا

آخر میں اپنے استاد محترم جناب انور مسعود کے اشعار کی تحریف نگاری کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات کو یوں اشعار کے سانچے میں بیان کروں گا۔

"دل میں رہ جائیں گی لاکھوں حسرتیں اظہار کی"
مکمل نہ ہو پائے گی کہانی یہ پیار کی
اتنی مختصر کیسے بیاں ہو داستاں یونیورسٹی
لاکھ مضمون باندھ لیجئے تشنگی رہ جائے گی

آنکھ رکھتا ہے تو پہچان مجھے

جنوری کی ایک سرد شام شہر رحیم یار خان کی ایک علمی و ادبی تقریب میں میری ملاقات ایک خوش شکل و خوش لباس آدمی سے ہوئی میری ان سے یہ پہلی ملاقات تھی گفتگو کرنے پر پتا چلا کہ موصوف آئی ٹی یونیورسٹی رحیم یار خان کے وائس چانسلر ہیں اور نام پایا ہے اطہر محبوب پھر یہ اعزاز بھی طشت از بام ہوا کہ ڈاکٹر اطہر محبوب انتہائی ملنسار اور خوش گفتار شخصیت کے مالک ہیں یہ سن 2015 کا زمانہ تھا۔ جب رحیم یار خاں کے علمی افق پر پہلی باقاعدہ یونیورسٹی کا سورج طلوع ہوا اور اس جامعہ کی پہلی سربراہی کا قرعہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے نام نکلا۔

میں نے پچھلے سات برس سے اطہر محبوب کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے

جس طرح احمد فراز نے کہا تھا

ہم تو محبت میں بھی توحید کے قائل ہیں فراز
ایک ہی شخص کو محبوب بنا رکھا ہے

وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو بے شمار لیاقتوں سے نوازا ہے نہایت خلیق، رقیق لقلب، باہمت، ہنس مکھ، صابر اور شاکر آدمی ہیں لوگوں کو پرکھنے میں انہیں خاص ملکہ حاصل ہے ان کی جو خوبی مجھے سب سے زیادہ پسند اور متاثر کرتی ہے وہ مثبت سوچ اور کسی کام سے ہمت نہ ہارنا ہے۔ جس طرح کہ پنولین نے کہا تھا کہ ہارتا وہی ہے جو کھیلنے سے پہلے ہی تصور کر لے کہ وہ ہار جائے گا اور ویسے بھی دنیا اس وقت تک آپ کو نہیں ہرا سکتی جب تک کہ آپ خود ہار نہ مان لیں اطہر محبوب نامساعد حالات میں بھی ہار نہیں مانتے۔ جس طرح احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں۔

قمرِ دریا میں بھی آنکلے گی سورج کی کرن
مجھ کو آتا نہیں محروم تمنا ہونا

اطہر محبوب دھیمے لب و لہجہ کے نرم گو انسان ہیں بہت جلد دوسروں کو اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں رحیم یار خان میں انہوں نے بے شمار یادیں چھوڑی ہیں جس طرح کہ فیض احمد فیض نے کہا تھا۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یاد گار بنا دیا

اطہر محبوب صاحب کے دوستوں کا حلقہ بڑا وسیع و عریض ہے بلا مبالغہ میں یہ کہ سکتا ہوں کہ وہ نبھانا جانتے ہیں اور دوستوں کے حوالے سے نہایت دولت مند انسان ہیں کیونکہ حضرت علی فرماتے ہیں۔

غریب وہ نہیں ہے کہ جس کے پاس دولت نہیں ہے اصل غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں ہے۔

رحیم یار خان کی آئی ٹی یونیورسٹی میں انہوں نے ادب کا بیج بوہا جو اب ایک تن آور درخت بن چکا ہے جس کے سائے میں طلباء و طالبات بیٹھ کر اپنی ادبی پیاس بجھاتے ہیں۔ یہاں میری مراد شاعروں کی بنیاد رکھنا ہے۔ کہ وہ یہ ادبی کام سرانجام دے کر یونیورسٹی میں بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے جس طرح حسن عباس لکھتے ہیں۔

لشکر سے پہلا چلانا پڑا مجھے
اپنا تعارف آپ کرانا پڑا مجھے

اطہر محبوب ادب دوست بھی ہیں اور ادب نواز بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں بھی انہوں نے ادبی تقریبات کا دریا بہار کھا ہے تا کہ پیاسوں کی تشنگی دور ہو سکے۔ اطہر محبوب ہمہ وقت کسی

نہ کسی اشکل میں رہتے ہیں کام کرنے کا جذبہ ان کے اندر بدرجہ اقم موجود ہے ان کی طبیعت کا حصہ ہے۔ میں نے ان کے قریب رہ کے دیکھا ہے کہ وہ فارغ نہیں رہ سکتے۔

بہت بے چین رکھتا ہے مجھے سکوں میرا
فارغ تو نہ بیٹھے کا محشر میں جنوں میرا

ڈاکٹر اطہر محبوب کو کلام اقبال پر بھی دسترس حاصل ہے بڑے شوق سے اقبال کے اشعار سنتے اور پڑھتے ہیں میں سمجھتا ہوں اسی لیے ان کے اندر اقبال کی عقابی روح کی تڑپ موجود ہے جس طرح اقبال ایک مسلمان کا مقام چاند ستاروں سے اعلیٰ وارفع قرار دیتے ہیں۔

پرے ہے پرض نیل فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

اسی طرح ڈاکٹر اطہر محبوب نے اپنی منزل کا تعین مقام ثریا کر رکھا ہے ناممکن ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے استقلال اور محنت کو انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہے ناممکن ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے استقلال اور محنت کو انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہے ان کی سوچ میں رخصت نظر آتی ہے اور مشکلات سے کھیلنا ان کی سرشت میں شامل ہے۔ پختہ یقین کامل اور امید کی شمع جلائے رکھنا ان کی روشن میں شامل ہے جس طرح اقبال نے کہا تھا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیر موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

رجائیت ان کی رگ وپے میں سراست کر چکی ہے کیونکہ قرآن کی اس ایت (بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے) پر سختی سے کاربند رہتے ہیں۔ میں نے کبھی انہیں کسی کی عیب

گوئی، دروغ گوئی یا کھلے شکوے کرنے نہیں دیکھا۔ بلکہ وہ شکایتی کائونٹر پر زندگی بسر کرنے کی بجائے خود کچھ کرنے پر یقین محکم رکھتے ہیں۔

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہت تھا
کہ اپنے حصے کی کوئی شمع جلائے جاتے

ڈاکٹر اطہر محبوب یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ جس علمی خزانے کا وارث ہمارے پرکھوں نے ہمیں بنایا ہے اس میں اضافہ کر کے ترقی یافتہ حالت میں اپنی نسل نو کو منتقل کیا جائے۔ جس کے لیے وہ ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ سب کو ساتھ لے کر چلنا اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے رہنا ان کا وتیرہ ہے وہ خوشامد کی بجائے سچی تعریف کے قائل ہیں ایک درد دل رکھنے والے انسان ہیں میر اکارواں کی جو تین خوبیاں اقبال نے اپنے شعر میں بیان کیں لیکن میں سمجھتا ہوں وہ تینوں صلاحیتیں ڈاکٹر اطہر محبوب میں بہت حد تک موجود ہیں ۔

نگہ بلند ، سخن دلفراز، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

قارئین اکرام ! ڈاکٹر اطہر محبوب کا ایک اور راز فاش کرتا چلوں کہ ان میں عاجزی انکساری بلاوجہ اتم موجود ہے۔ کبھی بھی کسی کو اپنے قول و فعل سے احساس کمتری کا شکار نہں ہونے دیتے ان کی طبیعت کا خاصاہ بلکہ بڑے آدمی کی نشانی ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو چھوٹا محسوس نہ ہونے دے اور ویسے بھی خدا سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنی نگاہ میں چھوٹا اور دوسروں کی نگاہ میں بڑا بنا دے جس طرح کہ اقبال کہتے ہیں۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

ڈاکٹر اطہر محبوب عالمی ظرف اور کشادہ دل و دماغ کے مالک ہیں اگرچہ ان کے حاسد بہت ہیں لیکن ایک کامیاب انسان کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ اس کے حاسد زیادہ ہوتے ہیں ایک فطرت شناس آدمی ہیں اور مظاہر خطرت سے بے حد لگاؤ رکھتے ہیں جو کہ ان کے گھر میں پرندوں کو ٹہلتے دیکھ کر باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ وہ قدرتی حسن کے شیدائی ہیں اور پرندہ کے علم میں بھی جہارت نامہ رکھتے ہیں۔ خوب صورت پرندکاان کے مسکن میں زمزمہ پردازی کرنا معمول ہے۔

محب عزیز ڈاکٹر اطہر محبوب اپنے آبائی شہر کراچی سے دور افتادہ علاقے بہاول پور میں علم کے متلاشی اور پیاسوں کی علمی تشنگی دور کرنے میں ہمہ وقت مصروف عمل نظر آتے ہیں انہوں نے جنگل میں منگل بنار کھاہے میری قرار اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور صحرائی کیمپس سے ہے جس طرح کہ عطاالحق قاسمی نے کہا تھا

صحرا کو نکل جائیں تو یہ دل بھی ذرا بہل ہے
شہروں مین تو ہنگامہ تنہائی بہت ہے

اطہر محبوب ایک محبت کرنے والے انسان ہیں قارئین صدا اکرام! دکھوں کی تیز آندھی انسان کے وجود کو ریزہ ریزہ کر کے فضامین بکھیر دیتی ہے جبکہ محبت ان بکھری پتوں کو سمیٹے کا کام کرتی ہے عصر حاضر میں محبت خود زندگی کی راہوں میں بکھری پڑی ہے ڈاکٹر اطہر محبوب نے یہ کوشش کی ہے کہ اسے جگہ جگہ سے چن کر ایک جگہ اکٹھا کر لیا جائے۔ اور میرے خیال میں ڈاکٹر اطہر محبوب کی ڈکشری میں نہ کا حرف موجود نہیں ہے۔ جس طرح خلیل جبران نے کہا تھا محبت کسی سے کچھ نہیں لیتی سوائے محبت کے اور محبت کسی کو کچھ نہیں دیتی سوائے محبت کے۔

ڈاکٹر اطہر محبوب کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سفر کئی سال پہ محیط ہے۔ وہ مشکلات کا خندہ پیشائی سے سامنے کرتے ہوئے بہترین اور پائے داد حل نکالتے ہیں۔اور نئے چیلنجز کی حسین دادی میں چہل قدمی کرنا ان کا معمول بن چکا ہے۔ وہ اپنی نسل نو اور جونید کان علم تخلیق صلاحیت کو جنم دینا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی خودی کو میں مکمل کرتے ہوئے پایہ تکمیل تک پہچانا چاہتے ہیں۔ وہ ڈگمگائے اور متزلزل ہونے والے لوگوں میں سے نہیں ہیں وہ موسموں کی نوعیت کو سمجھتے ہوئے اور باد مخالف کی پروکیے بغیر اپنی منزل مقصود کی جانب گامزن رہتے ہیں ۔اور ان کے بارے میں پھیلائی ہوئی افواہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خود ہی دم توڑ جاتی ہیں کیونکہ لغو پر مبنی ہوتی ہیں اور سچ کبھی مرتا نہیں۔ جس طرح کہ سید صادق حسین نے اقبال کی زمین میں کہا تھا۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرااے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچی اڑ انے کے لیے

قارئین صد اکرام ! یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے درج بالا میں نے جو کچھ بھی رقم کیا اور اس میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی یا رنگ آمیزی نہیں ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی خوشامدی عنصر شامل ہے کیونکہ میں نے آج تک ڈاکٹر صاحب کو کبھی کوئی ذاتی کام نہیں کیا جس طرح ناصر کاظمی نے لکھا تھا۔

شکوہ یہ طرز عام نہیں آپ سے مجھے
ناکام ہوں کہ کوئی کام نہیں آپ سے مجھے

اصل یہ ہے کہ سر سید احمد خان نے کہا تھا کہ خوشامد جتنی مہلک بیماری ہے سچی تعریف اتنی ہی ضروری ہے۔ یہ ڈاکٹر اطہر محبوب صاحب کی سچی تعریف تھی جس کے وہ حق دار ہیں میں نے ان میں صرف ایک ہی خاص دیکھی ہے کہ ان میں کوئی خاص نہیں ہے۔

اس لیے میں نے حوصلہ افزائی کی معراج کو چھو اور رخصت تک پہنچا۔ کیونکہ ہمار ے ہاں حوصلہ افزائی کا فقدان ہے آخر میں ان اشعار کے ساتھ قصہ کوتاہ کرتا ہوں۔ میرا ے استاد محترم جناب انور مسعود بیان کرتے ہیں جو میں اطہر محبوب کی نذر کر رہا ہوں۔

قسم خدا کی محبت نہیں عقیدت ہے
دیار دل میں بہت احترام ہے تیرا
ریاض شعر میں قائم ہے آبرو تیری
تو قعات کے گھر میں مقام ہے تیرا

تعلیم نامہ

جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کے تعلیمی سفر کا آغاز فرانس کے ایک سکول سے ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی تعلیم بعد میں پی اے ایف سکول کراچی سے حاصل کی۔ 1979 میں پشاور منتقل ہوئے اور پی اے ایف سکول میں از سر نو داخلہ لیا۔ اس کے بعد انگلینڈ چلے گئے اور وہاں تعلیمی سلسلے کو جاری و ساری رکھا۔ انگلینڈ سے واپس آکر کیڈٹ کالج پٹارو سندھ سے علمی تشنگی کو دور کرنے میں مصروف عمل ہو گئے۔ 1986 میں اسی کیڈٹ کالج سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ 1988 میں پی اے ایف ڈگری کالج پشاور سے انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ پاکستان ایئر فورس کے مختلف تعلیمی اداروں سے علم حاصل کرنے کا سبب والد محترم کی پی اے ایف میں ملازمت کا ہونا تھا اس کے بعد آپ دیار غیر اوقیانوس کے پار امریکہ چلے گئے۔ وہاں یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور اپنی تعلیمی منزل کی طرف گامزن ہو گئے۔ یہ امریکہ کی ریاست فلوریڈا تھی۔ 1992 دسمبر میں الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈگری مکمل کی۔ پھر 1993 سے مئی 1995 میں الیکٹریکل انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ 1996 میں آپ اپنے وطن عزیز واپس آگئے۔ یہاں پی ایچ ڈی کی تعلیم کا آغاز کیا اور 2001 میں نسٹ سے یہ ڈگری بھی حاصل کر لی۔ آپ کو نسٹ کے پہلے گریجوایٹ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے اور ڈگری اس وقت کے صدر مملکت اور آرمی چیف جناب جنرل پرویز مشرف نے آپ کو دی۔ آپ نے 1988 سے لے کر 1996 تک امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ یہاں میں ڈاکٹر اطہر محبوب کے بارے میں ایک انکشاف کرتا چلو کہ ڈاکٹر صاحب نے دیار غیر میں اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی کی اور کبھی محنت کو عار نہیں سمجھا بلکہ اپنے تعلیمی اخراجات خود ملازمت کر کے پورے کیے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اس لحاظ سے اطہر محبوب صاحب نے اپنی مدد آپ کو اپنا شعار بنایا کیونکہ کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ اپنی مدد آپ ہی ہے اور ویسے بھی ایک ہی شخص آپ کو کامیاب کروا سکتا ہے اور وہ آپ خود ہیں۔ جس طرح کہ مولانا ظفر خان نے کہا تھا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آپ 4 سال خواجہ فرید آئی ٹی یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں اور اب تیسرا سال ہو چکا ہے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے وائس چانسلر بنے ہوئے۔آپ نے اس کی بنیادوں میں ہے تیرا لہو میرا لہو، پر عمل کرتے ہوئے رحیم یار خان میں آئی ٹی یونیورسٹی کو اپنی محنت سے چار چاند لگادیے اور 60 پروگرام شروع کروائے جو آپ کی تعلیمی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ 4 سال کے قلیل عرصے میں آپ نے یونیورسٹی کو اپنے پیروں پہ کھڑا کر دیا کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت چلے۔

ڈاکٹر اطہر محبوب کا ماننا ہے کہ علم بہت بڑی طاقت ہے اور اسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہے اس لیے اطہر محبوب کو جہاں کہیں سے بھی علم و حکمت کے موتی ملے آپ نے اخذ کیے اور ویسے بھی کتاب ہدیٰ میں درج ہے کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے ایک جیسے نہیں ہو سکتے اور سر کار دو عالمؐ کو بھی پہلا لفظ بتایا گیا تھا کہ اقراء یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے۔

قارئینِ صداکرام ! بات کو سمیٹتے ہوئے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آدمی اگر سیکھنا چاہے تو سارا جہان پڑا ہے سیکھنے کو۔انسان کے اندر جو جستجو ہے وہ انسان کو منزلوں تک پہنچا دیتی ہے اطہر محبوب کی یہی جستجو انہیں تحصیل علم کے لیے ہزاروں میل دور امریکہ تک لے گی اور آج اگر دیکھا جائے تو سائنس کی ساری ترقی اس لفظ جستجو کے سبب ہے۔ جس طرح کے مولانا حالی لکھتے ہیں۔

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
ٹھہرتی ہے اب دیکھے جا کے نظر کہاں

مختصر یہ کہ علمی طاقت انسان کی قسمت تبدیل کر سکتی ہے اطہر محبوب نے اس علمی طاقت کو نگر نگر پھر کر اپنے دامن میں سمیٹا ہے اس سے انہوں نے نہ صرف اپنی تقدیر بدلی بلکہ نسل نو کی تقدیر بدلنے میں بھی انہیں خاص مدد حاصل ہوئی آخر میں یہ شعر ان کی نذر کرتا چلوں کہ

خود بخود ٹوٹ کر گرتی نہیں زنجیر کبھی
بدلی جاتی ہے بدلتی نہیں تقدیر کبھی

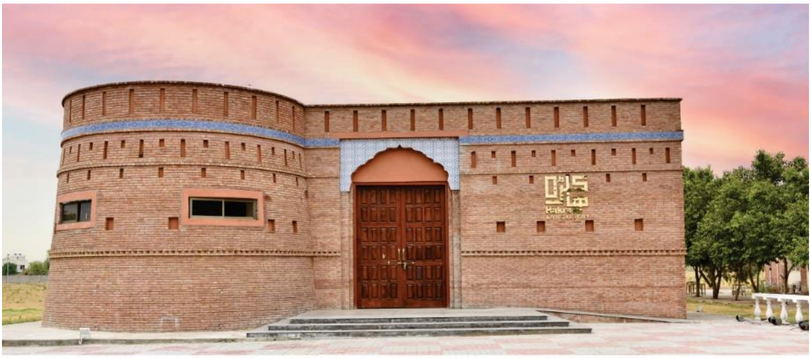

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

تمغہ امتیاز

قائرین صدا اکرام سب سے پہلے تو میں آپ کو تمغہ امتیاز کے متعلق کچھ اہم باتیں اور معلومات فراہم کرنا چاہتا ہوں تا کہ آپ یہ جان لیں کہ یہ ایوارڈ ہے کیا؟

امتیاز سیریز کے سول ایوارڈ میں سب سے پہلے تمغہ امتیاز ہوتا ہے اس کے بعد ستارہ امتیاز ہوتا ہے پھر ہلال امتیاز اور سب سے بڑھ کر نشان امتیاز دیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام ایوارڈ ملکی سطح پر غیر معمولی کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر حکومت کی جانب سے دیے جاتے ہیں یعنی وہ کام جو معمول سے ہٹ کر بڑا کارنامہ ہو اور پھر وہ کسی فرد واحد کے لیے نہ ہو بلکہ اپنے ملک و قوم کے لیے ہو۔ تو ایسے شخص کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے پھر حکومت وقت درج بالا ایوارڈز سے اسے نوازتی ہے تا کہ اس کی صلاحیتوں کا برملا اعتراف کیا جاسکے اور اس کی حکومتی سطح پر حوصلہ افزائی کی جاسکے اور جو خدمات اس نے ملک و قوم کے لیے دی اس کو تسلیم کرتے ہوئے اسے کسی نہ کسی تمغہ سے نوازا جائے۔

اس سلسلے میں وائس چانسلر جناب انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو 23 مارچ 2013 کو سندھ کے گورنر ہائوس میں بلا کر تمغہ امتیاز سے نوازا گیا اور خاص بات یہ تھی کہ اس تقریب میں باقی جو لوگ اس تمغہ کے حق دار تھے انہیں بھی یہی ایوارڈ ملنا تھا ان میں عالمگیر مشہور زمانہ گلوکار جو اس وقت عمر رسیدہ ہو چکے تھے کسوٹی پروگرام کرنے والے قریش پور جو 80 سال کے ہو چکے تھے وہ بھی شامل تھے پھر انور اقبال مختصر یہ کہ سب سینئر لوگ شامل تھے جبکہ ڈاکٹر اطہر محبوب کی عمر اس وقت 40 سال کے قریب تھی یعنی یہ بھی ایک اعزاز کی بات ہے اور خوش نصیبی کا مقام ہے۔

اب میں اس راز سے پردہ اٹھانے والا ہوں کہ جس وجہ سے ڈاکٹر اطہر محبوب کو یہ ایوارڈ ملا۔ اجمالی طور پر بیان کروں گا کہ پاکستان نیوی کو سونار سافٹ ویئر کے حوالے سے مدد درکار تھی اور پاکستان نیوی نے انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی خدمات حاصل کرنے کا دانش مندانہ فیصلہ کیا۔ کیونکہ ڈاکٹر اطہر محبوب اس شعبہ میں غیر معمولی صلاحیت اور تجربہ رکھتے تھے۔

ڈاکٹر اطہر محبوب نے اس سافٹ ویئر سونار کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا اور نئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے قابل بنایا آپ کو اس کام میں شبابہ روز محنت کرتے ہوئے کئی ہفتے لگ گئے آپ نے نہ صرف اس کو جدید بنایا بلکہ ایک پورا سسٹم اس کے ارد گرد تخلیق کیا تاکہ وہ یو ایس بی پر کسی بھی سسٹم میں اپریشنل ہو سکے۔ اور یاد رہے کہ یہ 2009 کا زمانہ تھا۔ ڈاکٹر اطہر محبوب نے اس سونار نامی سافٹ ویئر کو پلگ اینڈ پلے سسٹم کے تحت خود کار بنایا تاکہ چلانے اور استعمال کرنے والوں کو قدرے آسانی رہے۔ بس استعمال کرنے والے کو سونار کی پیکر کو سمجھنا ضروری ہے جو انہوں نے پہلے سے پتا ہوتی ہے۔ یہ سونار نیوی کے پلیٹ فارم پر دستیاب ہو گیا اطہر محبوب صاحب کی کاوشوں سے جس طرح کہ ایک شاعر لکھتے ہیں۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اس کے بعد پاکستان نیوی نے ڈاکٹر اطہر محبوب کی ان خدمات کو خوب سراہا اور یاد رہے کہ یہ کام انہوں نے بلا معاوضہ پاکستان نیوی کے لیے حب الوطنی کے جذبے کے تحت سرانجام دیا۔ غیر مشروط رضاکارانہ یہ خدمات پاکستان نیوی کے سپرد کی گئی اور یہ سافٹ ویئر سونار فوری طور پر قابل عمل بن گیا اس کے بعد ڈاکٹر اطہر محبوب کی حوصلہ افزائی کے لیے

پاکستان نیوی نے تمغہ امتیاز کی سفارش حکومت پاکستان کو بھجوائی جس کے قریباً 3 سال بعد ایک روشن صبح ڈاکٹر اطہر محبوب کو اخبار کے ذریعے یہ اطلاع پہنچی کہ انہیں تمغہ امتیاز جیسے نمایاں اعزاز سے نوازا جائے گا۔ یہ موقع ان کے لیے باعث مسرت و شکر گزاری کا تھا لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سول ایوارڈ صدر پاکستان کی اجازت سے سول لوگوں کو دیا جاتا ہے جبکہ فوج کی سفارش پر اطہر محبوب کو یہ سول ایوارڈ دیا گیا۔ چیف آف نیول سٹاف کی درخواست پر ایسا سب کچھ ہوا جو اطہر محبوب کے لیے باعث صد افتخار ہے۔

قارین صد اکرام ! جب ڈاکٹر اطہر محبوب سے اس ایوارڈ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے ایک تاریخ ساز جملہ ادا کیا کہ تمغہ امتیاز ملنا یا نہ ملنا ایک الگ بات ہے اور اتنی اہمیت کی حامل نہیں اصل چیز یہ ہے کہ اپنے وطن عزیز کے لیے خدمات سرانجام دینا۔

خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

وطن کو ہم عظیم سے عظیم تر بنائیں گے
ہم اپنے ملک کا وقار روز شب بڑھائیں گے

دورہ جات

جب سے ڈاکٹر اطہر محبوب نے جامعہ اسلامیہ کا چارج سنبھالا ہے تب سے ملک کی نامور اعلیٰ تعلیمی، ادبی و سیاسی شخصیات نے یونیورسٹی کے متعدد بار دورے کیے۔ اور اپنی خصوصی دلچسپی کا برملا اظہار کیا اور یونیورسٹی کے معیار کو خوب سراہا۔ پچھلے چار سال کے دوران میں اتنی تعداد میں اعلیٰ پائے کی حکومتی شخصیات کا یونیورسٹی میں آنا بھی ایک ریکارڈ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی مثال آپ ہے۔ باالفاظ دیگر گذشتہ چار سال جامعہ ان قابل صد احترام شخصیات کی نگاہوں کا مرکز بنی رہی۔ ان قابل ذکر شخصیات میں جناب سابق گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور جو دومرتبہ جامعہ کا دورہ کر چکے ہیں پہلی مرتبہ 2019اور دوسری مرتبہ 2022 میں سالانہ کانووکیشن میں تشریف لائے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سابق صوبائی وزیر برائے خوراک جناب سمیع اللہ چوہدری پانچ مرتبہ جامعہ اسلامیہ میں اس دوران میں تشریف لائے اور یونیورسٹی سرگرمیوں کی سربراہی کے فرائض کا حق ادا کرتے رہے۔

سید عون عباس بپی صاحب جنوبی پنجاب کی ہر دل عزیز اور ملنسار شخصیت کے عہدہ پر فائز ہیں نے بھی 2020 میں اسلامیہ یونیورسٹی کا خصوصی دورہ کیا اور یونیورسٹی میں ہونے والے تحقیقی کام کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ صوبائی وزیر جناب فیاض الحسن چوہان نے بھی اسلامیہ یونیورسٹی کا 2021 میں دورہ کیا یونیورسٹی ہذا میں جاری ترقیاتی کاموں کو قابل تحسین قرار دیا اور ڈاکٹر اطہر محبوب وائس چانسلر کی کارکردگی کو خوب سراہا۔ فیاض الحسن چوہان اپنے انداز بیان کے حوالے سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو موسمی تبدیلیاں پوری دنیا میں رونما ہو رہی ہیں اور یہ تبدیلیاں کرہ ارض کو آہستہ آہستہ اپنی جکڑ میں لے رہی ہیں ۔ موسمی تبدیلیوں کی وفاقی وزیر زرتاج گل صاحبہ نے بھی اسلامیہ یونیورسٹی کا دورہ کیا۔

یونیورسٹی میں جاری ترقیاتی کاموں میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور طلباء وطالبات میں سکالرشپ تقسیم کیے۔اسی طرح سید فخر امام وفاقی وزیر نے دو مرتبہ 2020اور 2021 میں یونیورسٹی کا دورہ کیا۔یونیورسٹی کے تحقیقی پروگراموں کا جائزہ لیا۔اور کسانوں کے پہلے باقاعدہ کانووکیشن میں بحیثیت مہمان خاص شرکت کی۔ جناب راجہ یاسر ہمایوں سرفراز منسٹر ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے جامعہ کا دو مرتبہ دورہ کیا۔ 2021اور 2022 کو یونیورسٹی ہذا تشریف لائے۔جناب عثمان بزدار بھی 2021 میں دومرتبہ یونیورسٹی ہذا کا دورہ کرچکے ہیں اور یونیورسٹی کے معیار کو بہتر بنتا دیکھ کر تعریفی کلمات ادا کر چکے ہیں۔

اسی طرح گورنر پنجاب اور چانسلر جناب بلیغ الرحمن یونیورسٹی کے کاموں میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے جب سے انہوں نے اپنے عہدے کا چارج سنبھالا ہے اور گورنر پنجاب کی کرسی پر براجمان ہوئے ہیں۔قریب قریب دومرتبہ یونیورسٹی کا مفصل دورہ کرچکے ہیں۔وائس چانسلراور چانسلر صاحبان میں ایک چیز مشترکہ ہے کہ دونوں ہی تعلیمی حوالے سے انجینئر ہیں اوراس پر حسن اتفاق ہے کہ دونوں کی موجودہ نسبت بہاول پور شہر سے ہے۔

فوج کے مثبت کردار سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہیں ہے فوج ہمارے وطن عزیز کے لیے اتنی ہی ضروری ہیں جتنی کہ انسان کے لیے سانسیں لینا ضروری ہیں ۔ 2021 میں کور کمانڈر بہاول پور جناب لیفٹیننٹ جنرل خالد ضیانے یونیورسٹی کا دورہ کیااور شجر کاری مہم میں یونیورسٹی کے کردار کو سراہا۔اور اپنی دلچسپی کا برملا اظہار کیا۔اور اب ذکر کرتے ہیں اس ہستی کا جس کے نام سے پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔اور جس کی شہرت پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔شاید درج ذیل شعراس شخص کے لیے تحریر کیا گیا تھا۔

میں تیرا نام نہ لوں پھر بھی لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

جی ہاں آپ بالکل درست سمجھیں میری مراد پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کے سربراہ اور سابق وزیراعظم پاکستان عمران خان سے ہے جناب عمران خان دو مرتبہ اسلامیہ یونیورسٹی کا دورہ کر چکے ہیں ایک مرتبہ 2021 میں اور دوسری مرتبہ 2022 میں اور سب سے بڑھ کر اعزاز کی بات یہ ہے کہ یونیورسٹی اور وائس چانسلر ڈاکٹر اطہر محبوب کی بھرے ہال میں تعریف بھی کر چکے ہیں اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ہر سطح پر حکومتی ساتھ دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہیں۔ سامعین کرام! دنیا میں سب سے بڑا عہدہ بادشاہ کا ہوتا ہے یہ عروج کی انتہا ہے اس سے آگے پھر زوال شروع ہوتا ہے میری مراد صدر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان سے ہے جناب ڈاکٹر عارف علوی بھی 2022 میں یونیورسٹی کا خصوصی دورہ کر چکے ہیں۔

ادبی تقریبات

بقول ناصر کاظمی

ہم نے کیا آباد ملک سخن
کیسا ویران سماں تھا پہلے

قارئینِ اکرام! ادب برائے زندگی کے اصول کو جب بھی اپنایا گیا تو نسل نو کی آبیاری میں مفید ثابت ہوا ہمارا پچاس فی صد ادب شاعری جس کا مطلب ہے "پرونا"پر مشتمل ہے شعر کا لفظ شعور سے نکلا ہے جدید شاعر اور افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی اس کو یوں بیان کرتے ہیں

شاعری روزِازل سے ہوئی تخلیق ندیم
شعر سے کم نہیں انسان کا پیدا ہونا

بلاشبہ وائس چانسلر ڈاکٹر اطہر محبوب ایک ادبی شخصیت کے مالک ہیں اور ادبی ذوق رکھنا ایک قدرتی امر ہے۔ جس طرح شاعری یا کوئی بھی تخلیقی کام خداداد صلاحیت ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اطہر محبوب جہاں بھی رہے وہاں اپنی حیثیت کے مطابق ادبی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اور سدا اپنے حصے کی شمع جلاتے ہوئے نظر آئے۔ خواجہ فرید آئی ٹی یونیورسٹی میں بھی ڈاکٹر اطہر محبوب نے پاکستان کے نامور استاد شعرا کرام جناب انور مسعود اور امجد اسلام امجد کو بلا کر ادب کو پروان چڑھانے اور نسل نو میں تخلیقی صلاحیت کو اجاگر کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اسی طرح اپنی سابقہ روایات کے امین بنتے ہوئے جب انہوں نے جامعہ اسلامیہ کا چارج سنبھالا تو یہ سارا خطہ علم و ادب کی خوشبو سے مہک اٹھا۔

اسلامیہ یونیورسٹی میں بڑی بڑی سہ روزہ ادبی سرگرمیوں کا بھرپور انداز میں انعقاد کیا گیا اس سلسلے میں 11 مارچ 2020 کو ایک دو روزہ بہاول پور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کا آغاز ہوا تقریبات کا ارتقاء مقابلہ حسن قرات و نعت سے ہوا جس کی صدارت مصر سے آئے ہوئے

قاری محمد علی عبدلمعاتی نے کی ان تقریبات میں ملک بھر سے مفکر، صوفیانہ کلام ، تھیٹر ، تقریری مقابلے، مباحثے اور ڈیجیٹل مقابلوں کا بھی انعقاد کیا گیا۔ قارئین اکرام ! اس فیسٹیول کے ذریعے بہاول پور کی تہذیب و ثقافت کو نمایاں طور پر اجاگر کیا گیا اور نسل نو کو اس خطے کے کلچر سے کماحقہ روشناس کرایا گیا۔ تاکہ انہیں صدا اپنے پیارے دیس کی مٹی سے پیار رہے۔

اپنی مٹی پہ چلنے کا قرینہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جائو گے

اس فیسٹیول کی یہ بھی خوبی تھی کہ اس میں دست کاری کی نمائش ہاکٹرہ آرٹ گیلری میں رکھے فن پاروں کی نمائش اور شجر کاری مہم بھی شامل تھیں۔ شجر کاری مہم کے تحت دس ہزار پودے لگائے گے۔ مختلف اقسام کے رنگارنگ پھولوں کی نمائش بھی ہوئی گلوں نے اپنے اپنے گریبان چاک کرر کھے تھے اور تبسم بکھیر رہے تھے عجب بہار کا سماں تھا۔ چار سو سبزہ ہی سبزہ جیسے زمرد کی آمریت مستحکم ہو چکی ہو۔

ایک وجدانی حسن جھلک رہا تھا جس طرح ہمارے پیارے دوست اور فطرت کے شاعر زاہد فخری بیان کرتے ہیں۔

تنے کو چیرتی کونپل دکھائی دیتی ہے
مجھے بہار کی آہٹ سنائی دیتی ہے

اس موقع پر فوڈ فیسٹیول کا بھی انعقاد کیا گیا اور مقامی کھانوں کے سٹال لگائے گے جس سے حاضرین کی کثیر تعداد خوب لطف اندوز ہوئی۔

اس فیسٹیول کے اختتام پر ایک محفل مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا جس میں پاکستان کے نامور شعراکرام جن میں جناب امجد اسلام امجد، سید سلمان گیلانی، جناب زاہد فخری، ڈاکٹر طاہر شہیر، خالد مسعود، جناب تابش الوری، اسلم انصاری، باقی احمد پوری، علی زریون و دیگر نے اپنا اپنا کلام سنا کر طلباء وطالبات کے دل موہ لیے اور خوب داد وصول کی۔

جس طرح کہ بقول عمران بشیر

شعر اچھا لگے تو دوسروں کو سنا سکتے ہیں
واہ واہ کے لیے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں
اس پر کوئی پابندی نہیں دوستو!
آپ کھل کر تالیاں بجا سکتے ہیں

یاد رہے کہ اس کے بعد 29 مارچ 2022 کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں دوسرے سالانہ ادبی و ثقافتی میلے کا بھرپور طور پر آغاز کیا گیا جسے BLCF کا نام دیا گیا۔ اگر دیکھا جائے تو ادب و ثقافت کا تعلیم سے بڑا گہرا رشتہ ہے جس کو جامعہ اسلامیہ نے خوب نبھایا ہے۔

فیسٹیول کے پہلے روز مشہور شاعر جناب فرحت عباس شاہ جو درج ذیل زبان زد عام شعر کے خالق ہیں۔

تو نے دیکھا ہے کبھی ایک نظر شام کے بعد
کتنے چپ سے لگتے ہیں شجر شام کے بعد

کے ساتھ عباسیہ کیمپس میں ایک شام منعقد کی گئی اور شاعری کے ذوق کو پروان چڑھانے میں یونیورسٹی نے بھرپور کردار ادا کیا اور ادیبوں شاعروں کی خوب حوصلہ افزائی بھی کی گئی۔ یہ

فیسٹیول امسال 4 روزہ تھا اس میں اداکار توقیر ناصر، ڈاکٹر عارفہ، اصغر ندیم سید، سنیٹر ولید اقبال، ڈاکٹر جاوید اقبال، منصور آفاق و دیگر شامل ہوئے اس فیسٹیول میں کتاب دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے 11 نئی کتابوں کی تقریب رونمائی بھی منعقد کی گئی تاکہ مصنفین کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے موضوع پر تقریری مقابلے، موسیقی اور تھیٹر کا اہتمام کیا گیا۔ چیئرمین شعبہ اقبالیات ڈاکٹر رفیق نے وائس چانسلر ڈاکٹر اطہر محبوب کی خصوصی ہدایت پر ایک عظیم والشان مشاعرے کا انعقاد کیا جس میں ملک کے نامور شعرا کرام امجد اسلام امجد، امان اللہ ارشد، عنبرین حبیب امبر، عامر سہیل، اظہر فراغ، باقی احمد پوری، افتخار عارف، شوکت فہمی، سید تابش الوری، زاہد فخری اور مزاحیہ مشاعرہ میں جناب خالد مسعود، سید سلمان گیلانی، ڈاکٹر اشفاق احمد ورک، پروفیسر عمران بشیر، ڈاکٹر طاہر شہیر، گل نوخیز اختر و دیگر شامل تھے۔

یاد رہے کہ ان تمام تقریبات کا اختتام جمعہ کو قوالی نائٹ پر ہوا۔ شیر میاں داد نے صوفیانہ کلام پیش کر کے حاضرین محفل پر مستی کی سی کیفیت طاری کر دی۔ عزیز دوستو! اس بڑے پیمانے پر اسلامیہ یونیورسٹی تو کیا بہاول پور ڈویژن میں بھی کبھی ادبی تقریبات کا انعقاد نہ ہوا تھا یہ سب کچھ وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کی خصوصی دلچسپی کی بنا پر منعقد ہوا جس سے طلباء و طالبات کو سیکھنے کا ایک نادر موقع ملا کیونکہ یونیورسٹی کا کام صرف اور صرف ڈگری دینا نہیں ہوتا بلکہ اپنے بچوں میں بے شمار صلاحیتوں کو پیدا کرنا ہوتا ہے ان کے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کو نکھارنا اور انہیں مزید پنپنے کا موقع دینا ہوتا ہے اور میں یہ بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ

ڈاکٹر اطہر محبوب کی سربراہی میں جامعہ اسلامیہ پورے بہاول پور خطے کی آبیاری میں پیش پیش ہے۔

ریاست بہاول پور کی ثقافت اور روہی رنگ کو اجاگر کرنا بھی ایک علمی حسن رکھتا ہے تاکہ ہماری نسل نو اس خطے کو جغرافیائی طور پر معاشرتی طور پر ثقافتی طور پر تمدنی طور پر سماجی طور پر لسانی طور پر جان سکے۔ اس سے انسان کے تخیل کو بھی وسعت ملتی ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے تہذیبی ورثے کو فروغ دے کر نسل نو تک منتقل کیا کیونکہ شہر اور جامعات تہذیب و تمدن کا مرکز ہوا کرتے ہیں شہر تہذیب کو جبکہ جامعات تمدن کو فروغ دیتی ہیں۔

اس باب میں بہاول پور شہر اور اسلامیہ یونیورسٹی اپنی مثال آپ ہیں

موت سے کس کو مفر ہے مگر انسانوں کو
پہلے جینے کا سلیقہ تو سکھا یا جائے

THE ISLAMIA UNIVERSITY
OF BAHAWALPUR

BAHAWALPUR LITERARY & CULTURAL FESTIVAL 2023
MEDIA CONCLAVE - I

صادق دوست ایگزیکٹو کلب

بلاشبہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب ایک دوراندیش، اہل علم و دانش، اہل فکر و افکار رکھنے والے انسان ہیں یہ خدا کی بڑی نعمت ہوتی ہے کہ کوئی انسان جس کو خدا تحمل و فہم و فراست جیسی نعمتوں سے نواز دے یہ اس مالک حقیقی کا بڑا احسان ہوتا ہے۔ اسی بات پر تو ہمارے شاعر مشرق جناب ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا تھا کہ

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

یعنی جب آپ دل کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو آپ کو وہ کچھ بھی دکھائی دیتا ہے جو بظاہر ہر عام انسان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے پھر آپ دور کی کوڑھی لاتے ہیں جس طرح کہ ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔

میں سن رہا ہوں اسے جو سنائی دیتا نہیں
میں دیکھتا ہوں اسے جو دیکھائی دیتا نہیں

اللہ تعالٰی نے ڈاکٹر اطہر محبوب کو ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ ہر ایک شے کا تدارک یا ادراک کرنا اور کائنات شناس یا فطرت شناس یا مردم شناس جیسی خوبیاں رکھنا خدا کی خاص دین ہے۔ جس طرح کہ اقبال اپنی نظم جاوید کے نام میں لکھتے ہیں کہ

خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر

یا اسی مضمون کو معروف صحافی، افسانہ نگار اور جدید شاعر احمد ندیم قاسمی یوں بیان کرتے ہیں۔

ایک نعمت بھی یہی ایک قیامت بھی یہی
روح کا جاگنا اور آنکھ کا بینا ہونا

اس فکر و سوچ کو آگے لے کر چلتے ہوئے ڈاکٹر اطہر محبوب نے جامعہ اسلامیہ میں وہ وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں جو اس سے پہلے اپنا تخیلاتی وجود بھی نہیں رکھتے تھے اس لیے مجھے ڈاکٹر انعام الحق کا یہ شعر یاد آگیا کہ

جس کسی نے زمانے میں بڑا نام کیا
کام کرنے کے علاوہ نہ کوئی کام کیا

اب بات کرتے ہیں صادق دوست کلب کی کہ جس میں ایک کنونشن سنٹر ہو گا، ریڈنگ ہال ہو گا، اس طرح مختلف کانفرنس رومز ہوں گے۔ ایگزیکٹو رومز، ڈائنگ ہال بھی سہولت کے لیے موجود ہو گا۔ یاد رہے کہ اس کلب کی یہ بھی خصوصیت ہو گی کہ نہ صرف یونیورسٹی اساتذہ کرام کو اس کی ممبر شپ ملے گی بلکہ بیرونی عناصر کو بھی اس کلب تک رسائی حاصل ہو گی۔ تاکہ باہر کے لوگ بھی ان سہولیات سے کماحقہ استفادہ کر سکیں۔

اس کے علاوہ اس میں ان ڈور گیم، جم کمپلیکس، سپورٹس کمپلیکس، ٹیبل ٹینس، سکوائش کورٹ، لان ٹنس کورٹ علاوہ ازیں ایک جوگنگ ٹریک بھی بنایا جائے گا۔ کلب کی خوب صورتی میں اضافے کے لیے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کی خصوصی دلچسپی اور ہدایت پر ایک جھیل بنائی جائے گئی جس میں ڈاسنگ فوارے نصب کئے جائیں گے جو دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کریں گے۔

اس جھیل میں بوٹ بھی ہوں گی تا کہ بڑوں کے ساتھ ساتھ بچے بھی لطف اندوز ہو سکیں۔

صادق دوست کلب میں باربی کیو ہٹ بھی ہو گا تا کہ لوگ اشیاء خورونوش سے بھی لطف اندوز ہو سکیں۔ کشادہ سبزہ زار میں چرخ نیلی فام کے سایہ میں اس تفریح کا لطف مزید دوبالا ہو جائے گا۔ اس کلب میں سیومِنگ پول بھی ہو گا جو دو اقسام کا ہو گا۔ میل اور فی میل دونوں کے لیے الگ الگ دو پول ہوں گے۔ سب سے بڑی بات یہ ہو گی کہ کلب میں صدارتی روم بھی ہو گا تا کہ VVIP یونیورسٹی کے اندر رہائش اختیار کر سکیں۔ اس کے ساتھ پانچ ایگزیکٹو رومز بھی ہوں گے۔ یہ الگ سے مکمل ایک کمپلیکس ہو گا۔ اس کے علاوہ اس میں دکانیں ہوں گی جس میں اس خطے کی ثقافت و تہذیب کو نمایاں اور اجاگر کیا جائے گا اور اس میں خرید و فرخت بھی ہو سکے گی۔ فائن آرٹس شعبہ جو چیزیں بنائے گا ان کو بھی وہاں رکھا جائے گا فروخت کے لیے۔

شعبہ زراعت میں جامعہ نے خاطر خواہ کامیابی اور ترقی حاصل کی ہے اس لیے کلب میں بیج بھی رکھیں جائیں گے جو لوگ خرید سکیں گے۔ دست کاری کا سامان بھی خرید و فروخت کے لیے موجود ہو گا۔ اس کلب کی ممبر شپ پورے وطن عزیز خصوصاً جنوبی پنجاب کے لوگوں کو یہ سہولت حاصل ہو گی۔ کیونکہ یہ کمیونٹی سنٹر جنوبی پنجاب کا پہلا اور واحد سنٹر ہو گا جس سے لوگ مستفید بھی ہوں گے اور یہ یونیورسٹی کو ریونیو بھی جنریٹ کر کے دے گا۔ کیونکہ یہ کمرشلائز ہو گا اور یہ کلب پورے ایک مربع یعنی 25 ایکٹر رقبے پر مشتمل ہو گا اس میں ایک بڑا سنیما ہال بھی ہو گا۔ بلاشبہ یہ ڈاکٹر اطہر محبوب کے دیگر کارناموں میں ایک بڑا کارنامہ ہو گا۔

کمرشل ایریا

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پہلی مرتبہ طلباء وطالبات اور اساتذہ کرام کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے یونیورسٹی انتظامیہ نے ایک کمرشل ایریا مقرر کر دیا ہے تاکہ جامعہ کے رہائشی شہر جانے کی بجائے یہاں سے ضروریات زندگی سے مستفید ہو سکیں۔اس کمرشل ایریا کی یہ بھی خوبی ہے کہ شہر کے باشندے بھی اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔یاد رہے کہ اس مارکیٹ میں 40 سے زائد دکانیں ہوں گی اور ہر طرح کی ضروریات زندگی سے مزین ہوں گی تاکہ یونیورسٹی ملازمین کو ان کی دہلیز پر ہی ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ہر شے فراہم کی جائے۔

قارین کرام جب مورخ ریاست بہاول پور کی تاریخ رقم کرے گا اور سن 2020، 2022 کا ذکر کرے گا تو جامعہ اسلامیہ میں ہونے والے تاریخ ساز تعمیراتی کاموں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گی اور انہیں شہ سرخیوں کی شکل میں زیب قرطاس کرے گا اور بلاشبہ کمرشل ایریا کا کارہائے نمایاں بھی ڈاکٹر اطہر محبوب کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

رکھتے ہیں جو اوروں کے لیے پیار کا جذبہ
وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر بکھرا نہیں کرتے

اس مارکیٹ کی یہ بھی خوبی طشت از بام کرتا چلوں کہ اس میں آئی ٹی دفاتر بھی موجود ہوں گے جس کے ذریعے مختلف آئی ٹی کمپنیاں اپنا نیٹ ورک قائم کریں گی کیونکہ موجودہ اور آنے والا زمانہ آئی ٹی کا زمانہ ہے۔اس کے علاوہ یونیورسٹی ملازمین کی سہولت کے لیے اس میں بینک بھی قائم کیا جائے گا تاکہ ملازمین باہر کیش سہولت کے لیے جانے کی بجائے جامعہ کے اندر محفوظ طریقے سے اس سے مستفید ہو سکیں۔جس میں ATM کی سہولت بھی دستیاب ہو گی۔علاوہ

ازیں بار بر شاپ اور اسی طرح پھل کی دکانیں بھی موجود ہوں گی کپڑے کی دکانیں بھی ہوں گی فاسٹ فوڈ کی دکانیں بھی موجود ہوں گی۔

اس کے علاوہ اس عظیم الشان مارکیٹ میں دو بڑے ہال بھی ہوں گے پانی جو اللہ تعالیٰ کی ایک عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر زندگی ممکن نہیں ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ پانی ہی زندگی ہے اس لیے اس مارکیٹ میں وائس چانسلر کی خصوصی ہدایت پر واٹر سپلائی لائن بچھائی گئی ہے تاکہ عام آدمی کو صاف شفاف پانی مہیا کیا جا سکے۔

اس مارکیٹ میں عوام کی سہولت کے لیے الگ واش روم، غسل خانے بھی موجود ہوں گے ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ اگر کوئی دکان دار اپنی دکان کے ساتھ اٹیچ واش روم بنانا چاہے تو یونیورسٹی انتظامیہ اسے خود بنا کے دے گی تاکہ دکان کی ضرورت کا پوری طرح خیال رکھا جائے۔

مختصر یہ کہ اس کمرشل ایریا میں تمام بنیادی ضروریات زندگی کو مد نظر رکھا گیا ہے تاکہ بغداد کیمپس سے بہاول پور شہر جانے کی بجائے جامعہ کے اندر ہی تمام سہولیات سے ہر عام وخاص مستفید ہو سکے۔

قارئین صد اکرام !لوگوں کی ضرورتوں کو نظر میں رکھنا اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہی انسانیت ہے اور اگر دیکھا جائے تو ہمارے دین کی بنیاد ہی انسانیت پر رکھی گئی ہے جس طرح کے میرے استاد محترم اور شہرہ آفاق شاعر جناب انور مسعود ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

ایک نصیحت کیے دیتا ہوں دل میں ڈال رکھیے گا
سب اپنا خیال رکھتے ہیں دوسروں کا خیال رکھیے گا

اور میرا یہ خیال ہے کہ ڈاکٹر اطہر محبوب دوسروں کا خیال رکھنے والے درد دل رکھنے والے، دل سوز، لطف وعنایت کرنے والے محبتیں سمیٹنے اور خوشیاں بانٹنے والے انسان ہیں کیونکہ غم بانٹنے سے کم ہوتا ہے اور خوشی بانٹنے سے زیادہ ہوتی ہے اصل میں اصلی خوش نصیبی یہ نہیں کہ انسان اپنی زندگی میں کتنا خوش ہے بلکہ اصل خوش نصیبی یہ ہے کہ لوگ آپ سے کتنے خوش ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں ان کو خوش کر دینا اور ان کی غلطیوں کو معاف کر دینا ہی زندگی ہے۔ جس طرح کہ مولانا الطاف حسین حالی اپنی کتاب مدو جزر اسلام عرف عام مدسِ حالی میں 1879 میں لکھتے ہیں کہ

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ٹرانسپورٹ

کسی بھی جامعہ میں ذرائع آمد و رفت کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ٹرانسپورٹ کا شعبہ یونیورسٹی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جتنی بسیں اور ان کے روٹ زیادہ ہوں گے اتنے ہی طلباء وطالبات کو تعلیم کے مواقع زیادہ میسر آئیں گے۔اس لیے شعبہ ٹرانسپورٹ پر توجہ دینا بے حد ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر اطہر محبوب نے آتے ہی اس شعبے کو بے حد ترقی دی اور ٹرانسپورٹ کا دائرہ کار 100 کلو میٹر تک بڑھا دیا جس سے عوام الناس کو بے حد فائدہ ہوا۔اس کے دور رس نتائج مرتب ہوئے جس کے نتیجے میں جامعہ کے داخلہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور طلباء کی جامعہ تک رسائی آسان ہوئی۔خاص طور پر طالبات نے اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے تعلیمی سفر کو آگے بڑھایا۔اس وقت یونیورسٹی بسیں،لودھراں،یزمان ،احمد پور شرقیہ، خیر پور ٹامیوالی،لال سونہرہ، خانقاہ شریف تک چلائی جاتی ہیں اور دور دراز کے طلباء وطالبات کو یونیورسٹی پہنچانے میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔ڈاکٹر اطہر محبوب نے مزید 25 بسیں اس قافلے میں شامل کرنے کا ادارہ بنایا ہوا ہے اور اگلے ماہ یہ بسیں جامعہ کا حصہ بن کر اپنے سفر کا آغاز کر دیں گی۔

یاد رہے کہ ڈاکٹر اطہر محبوب کے 4 سالہ عہد میں طلباء وطالبات کی تعداد 13 ہزار سے بڑھ کر 65 ہزار سے بھی زائد ہو چکی ہے درج بالا مثال ڈاکٹر اطہر محبوب کے تعلیم دوست ہونے کا برملا ثبوت ہے۔اور ان کی نظریاتی فکر و تخیل کا شاخسانہ ہے کہ ان کی سوچوں کا مرکز و محور اور فلسفہ یہ ہے کہ تعلیم سب کے لیے کیونکہ تعلیم کے بغیر کوئی ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔جہاں طلباء وطالبات کی تعداد میں کثیر اضافہ ہوا وہاں ظاہری بات ہے کہ ٹرانسپورٹ کے شعبہ کو بھی ترقی دینا ناگزیر ٹھہرا تاکہ طلباء وطالبات کی جامعہ تک رسائی کو

ممکن بنایا جا سکے۔ اس باب میں سفری سہولیات کو بنیادی ترجیح دی گئی۔ اگر دیکھا جائے تو آج سے قریبا 4 سال قبل جامعہ اسلامیہ میں صرف اور صرف 39 بسیں اور 10 کوسٹر تھیں اور یہ بسیں بہاول پور، رحیم یار خان اور بہاولنگر کے جوئینڈ گان علم کو اپنی تشنگی کم کرنے میں مدد فراہم کرتی تھیں۔ وائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی خصوصی دل چسپی کے سبب اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے شعبہ ٹرانسپورٹ میں اور بسوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا جو کہ یونیورسٹی کی ترقی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو 11 نئی بسیں اور دو نئی کوسٹر کا اضافہ ہو چکا ہے 10 نئی بسیں مزید اس جامعہ کو مل چکی ہے اس کے علاوہ 15 نئی بسوں کی خریداری بھی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے امید کرتا ہوں کہ ان سطور کے زیور طبع کے آراستہ ہونے تک یہ بسیں بھی جامعہ اسلامیہ کی زینت بن کر طلباء وطالبات کو سفری سہولیات پہنچانے میں ہمہ وقت کوشاں ہوں گی۔ علاوہ ازیں طلباء وطالبات کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس وقت 20 بسیں کرایے پر حاصل کی گئی ہیں تاکہ طلباء اپنا تعلیمی سفر باآسانی جاری رکھ سکیں۔ اس سلسلے میں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ بسوں کے روٹ جو پہلے محدود تھے اب انہیں بھی وسیع کر دیا گیا ہے تاکہ دور دراز کے طلباء بھی اس سہولت سے استفادہ کر سکیں۔

اب بہاول پور شہر سے ہر آدھے گھنٹے کے بعد 51 روٹ چلتے ہیں۔ جو کہ یزمان شہر، ہیڈ راجکاں، احمد پور شرقیہ، خانقاہ شریف، لودھراں، حاصل پور، خیر پور کے علم کے متلاشی لوگوں کو اپنی منزل مقصود جامعہ اسلامیہ پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ درج بالا تمام بسیں صبح 7 بجے اپنے سفر کا آغاز کرتی ہیں اور شام کو از سر نوان روٹ پر فراٹے بھرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ شہر رحیم یار خان کے پہلے صرف پانچ روٹ تھے جبکہ اب ان میں وائس

چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کی ہدایت پر 6مزید روٹ بنائے جا چکے ہیں۔ جن میں کوٹ مٹھن ، صادق آباد کے دو روٹ اور خان پور کے تین روٹ شامل ہیں۔اسی طرح بہاولنگر شہر کے لیے 5روٹ ہوا کرتے تھے جبکہ اب رئیس جامعہ جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کی خصوصی ہدایت پر مضافاتی علاقوں تک علم کی روشنی کو پھیلانے کے لیے 13 مضافاتی روٹ چلائے گئے ہیں۔ان روٹ میں چشتیاں،ہارون آباداور منچن آباد شامل ہیں۔

قارئین صد اکرام ! درج بالا مضمون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر انسان بلند حوصلہ ہو باہمت ہو تو منزلیں خود اس کا انتظار کیا کرتی ہے شاہد یہ مصرع ڈاکٹر اطہر محبوب جیسے اشخاص کے لیے ہی کسی شاعر نے لکھا تھا کہ

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

چائنیز لینگویج ٹریننگ سنٹر

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ چینی زبان دنیا کی دوسری بڑی زبان کا درجہ رکھتی ہے ۔اس وقت چین کا کردار دنیا میں ایک لیڈر شپ کا کردار ہے اور آئندہ پوری دنیا کو لیڈ کرنے کا تاج چین پہنے ہی والا ہے۔ جغرافیائی طور پر چین کے اثرات پاکستانی معیشت اور عوام پر براہ راست پڑتے ہیں اس سلسلے میں سی پیک ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ پاک چین راہداری ایک بہت بڑا تجارتی منصوبہ ہے۔ جس کا مقصد جنوب مغربی پاکستان سے چین کے شمال مغربی خود مختار علاقے سنکیانگ تک گوادر بندرگاہ، ریلوے اور موٹروے کے ذریعے تیل اور گیس کی کم وقت میں ترسیل کرنا ہے۔ سی پیک پاکستان کی معاشی ترقی کو فروغ دینے کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

قارئین اکرام ! گوادر کے بلوچی زبان میں لغوی معنی۔"ہوا کا دروازہ" ہے اور خوش قسمتی سے یہ شہر اب پاکستان اور خصوصاً بلوچستان کی ترقی کا دروازہ بن رہا ہے۔ چین پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے کا خواہاں نظر آتا ہے اس سلسلے میں فیصل آباد میں ایک بڑے پیمانے پر انڈسٹریل زون بنایا جارہا ہے جس میں زیادہ تر چائنیز کمپنیز سرمایہ کاری کررہی ہیں جبکہ روزگار کے مواقع ہمارے عوام کو میسر آرہے ہیں جس سے پاکستان میں بے روزگاری کو کم کرنے میں خاصی مدد ملے گی لیکن چائنیز کمپنیز انہی نوجوانوں کو ترجیح دے رہی ہیں جنہیں چینی زبان پر عبور حاصل ہے تاکہ رابطہ کاری میں آسانی رہے۔ خطے کی اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں ایک ایسا سنٹر بنانے کا شاندار منصوبہ بنایا کہ جس سے نسل نو کو بھرپور فائدہ ہو وہ

چینی زبان کو سیکھ کر مختلف شعبہ جات میں چائنیز انڈسٹریز میں اپنی خدمات بہتر طور پر سرانجام دے سکیں اور کسی بھی مقام پر رابطہ کاری کا فقدان یا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

چائنیز لینگویج اینڈ ٹریننگ سنٹر اپنی نوعیت کا جنوبی پنجاب میں ایک منفرد مقام رکھنے والا سنٹر ہے اس سلسلے میں یونیورسٹی نے فارن لینگویج کورسز بھی متعارف کروائے ہیں اور یاد رہے کہ اس ٹریننگ سنٹر میں جو اساتذہ کرام اپنے تدریسی فرائض سرانجام دیں گے وہ باقاعدہ ٹرینرز ہوں گے یعنی چینی زبان کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ٹریننگ کا بھی وسیع تجربہ رکھتے ہوں گے تاکہ وہ اپنی مہارت سے طلباء کو بنیادی چیزیں سکھا سکیں۔ یعنی چائنیز پڑھانے کا ایک پروفیشنل انتظام ہو گا اور ان طلباء کو اسناد بھی دی جائیں گی۔ یہ سنٹر پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے طور پر قیام پذیر ہو گا۔

یاد رہے کہ چینی زبان دنیا جہان کی قریباً تمام زبانوں سے الگ اور مختلف ہے۔ اس زبان میں نہ تو حروف تہجی ہیں، نہ ہی لہجے ہیں، نہ ہی قواعد اور نہ ہی الفاظ کی تقسیم ہے ایک ہی لفظ اپنے سیاق وسباق مضمون اور لہجے کے اعتبار سے اسم ذات، اسم صفت، فعل اور حال ہو سکتا ہے اور جس لہجے میں وہ ادا ہوا ہے اس لحاظ سے اس کے معنی و مفہوم میں بھی فرق ہوتا ہے ان کے لکھنے کا انداز بھی منفرد ہے سطریں افقی کی بجائے عمودی ہوتی ہیں چینی زبان میں عام بول چال جسے ہم اردو میں روزمرہ کہتے ہیں کے لیے دو سے تین ہزار الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح اخبار یا کتاب پڑھنے کے لیے ساڑھے تین ہزار نشانوں یا علامتوں کا جاننا ضروری ہے ایک یونیورسٹی کے طالب علم کو قریباً چھ ہزار نشانات سیکھنے پڑتے ہیں جبکہ اسی طرح ایک چینی ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر میں پندرہ ہزار سے بیس ہزار نقوش یا علامتیں کام آتی ہیں۔ چینی زبان تحریر

کرنے کے لیے ہر لفظ آڑھی ترچھی لکیروں سے ملکر بنتا ہے بنیادی طور پر ایک چینی خط میں بارہ اسٹروک استعمال ہوتے ہیں۔

قارئین صدا کرام ! چینی زبان کا رسم الخط بہت مختلف اور منفرد ہے چینی زبان دنیا کی واحد زبان ہے جو آج تک تصویری رسم الخط میں رائج ہے۔ چینی زبان میں سورج کو (رے) کہتے ہیں چاند کو (یوئی) کہتے ہیں پہاڑ کو (شان) کہتے ہیں پانی کو (شوئی) کہتے ہیں اسی طرح آدمی کو (رین) کہتے ہیں آنکھوں کو (مو) کہتے ہیں بیل کو (نیو) کہتے ہیں بھیڑ کو (یانگ) کہتے ہیں گھوڑے کو (ما) کہتے ہیں پرندے کو (نیائو) کہتے ہیں کچھوے کو (گوئی) کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چینی زبان عوامی جمہوریہ چین میں آباد اکثریتی نسل کی زبان ہے یہ نسل چینی یاہان کہلاتی ہے۔ یاد رہے کہ دسمبر 2011 کی مردم شماری کے مطابق 95 فیصد افراد چین میں چینی زبان بولتے ہیں جبکہ باقی 5 فیصد افراد تبتی، منگولین، لولو، میائو اور تائی جیسی اقلیتی زبانیں بولتے ہیں۔

مختصر یہ کہ اسلامیہ یونیورسٹی چینی زبان سے ہم آہنگی پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے جو کہ وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں ایک نئی سوچ نئے زاویے اور نئے نئے نظریات کو لے کر آگے ترقی کی منازل طے کر رہی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

کھیل

بقول شاعر

کھیل ختم ہو جائے جشن بھی منالیں گے
اپنے جیت جانے کا فیصلہ تو ہونے دو

کہا یہ جاتا ہے کہ ایک صحت مند جسم کے اندر ہی ایک صحت مند دماغ پنپتا ہے اس لیے جامعہ اسلامیہ نے اس بات کو یقینی بنایا بلکہ چارج سنبھالتے ہی ورلڈ چیمپئن ہاکی پلیئر اور ہاکی کی دنیا کا فلائنگ ہارس جناب سمیع اللہ خان کی خدمات کو ذاتی درخواست کر کے حاصل کیا جس میں راقم کا بھی کردار رہا ہے یونیورسٹی سپورٹس کی سمیع اللہ خان نے سربراہی بھی کی اور کما حقہ راہ نمائی بھی کی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ طلباء کی توانائیوں کو ایک صحیح زاویہ بخشنا بے حد ضروری ہے اور نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے کھیل کے میدان سجانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا گلاب کے لیے خوشبو، سورج کے لیے روشنی اور چاند کے لیے چاندنی کا ہونا۔

قارئین اکرام!

جس قوم کے میدان آباد ہوتے ہیں اس قوم کے ہسپتال ویران ہوتے ہیں ہسپتالوں کا ویران ہونا ایک صحت مند معاشرے کی علامت ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے ہمیشہ صحت افزا سرگرمیوں کا انعقاد کیا ہے کیونکہ کھیل طلباء میں نظم وضبط، صبر و تحمل، ٹیم ورک، ہار کو حوصلے سے برداشت کرنا، کس طرح جیت کا جشن منانا ہے کس طرح مقابلہ بازی کرنی

ہے۔ کس طرح اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کرنا ہے آپس ہیں کس طرح رابطہ کاری پر عمل کرنا ہے۔

اسلامیہ یونیورسٹی نے ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں پچھلے چار سال میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی پہلی 100 رینکنگ میں اپنا نمایاں مقام بنایا پبلک یونیورسٹیز میں پنجاب یونیورسٹی اول نمبر پر جبکہ پاکستان بھر میں اسلامیہ یونیورسٹی دوسرے نمبر پر رہی۔

یاد رہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے کئی کھلاڑیوں نے پچھلے چار سال کے دوران پاکستان کی نمائندگی بھی کی ہے۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے سپورٹس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے سالانہ بجٹ میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ یہ بجٹ سالانہ 25 سے 30 ملین ہو چکا ہے جس میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے کیونکہ وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب کی نگاہ میں ابھی یہ کم ہے۔اس وقت کرکٹ کے دو گرائونڈ طلباء کو مہیا کیے گئے ہیں ایک عباسیہ کیمپس میں ہے اور دوسرا جس میں عمران خان پویلین بنایا گیا اور جس کی اوپننگ بھی اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان نے کی بغداد کیمپس میں موجود ہے۔

اس سلسلے میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ڈائریکٹر سپورٹس فی میل کا عہدہ الگ سے بنایا گیا تاکہ طالبات کی سپورٹس پرفارمنس پر بھرپور توجہ دی جاسکے اور ان کے اندر موجود صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاسکے اور پاکستان بلکہ پاکستان سے باہر ان کو کھیلنے کے مواقع مہیا کیے جا سکیں اور اپنے ملک کا نام روشن کیا جاسکے۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے انٹر کالجیٹ بھی پچھلے سال بھرپور طور طریقے سے منعقد کرایا تھا تاکہ ٹیلنٹ ہنٹ کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ٹیلنٹ کو بہتر اور بھرپور انداز میں

سپورٹ کیا جاسکے اور کھیلوں کے حوالے سے طلباء و طالبات کو زیادہ سے زیادہ سہولیات مہیا کی جاسکیں۔

جب اسلامیہ یونیورسٹی سپورٹس کے حوالے سے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اطہر محبوب سے بات ہوئی تو انہوں نے اپنا نقطہ نگاہ یوں پیش کیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسلامیہ یونیورسٹی کھیل کے میدان میں پبلک سیکٹر میں مقابلہ کرتے ہوئے دوسرے نمبر سے پہلا نمبر حاصل کرے جو کہ یہ ایک بڑی کامیابی ہو گی جس کی تیاریاں جاری و ساری ہیں اس سلسلے میں مختلف اوقات میں کیمپ لگائے جاتے ہیں اور طلباء طالبات کو موٹیویٹ کیا جاتا ہے تا کہ وہ کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس حوالے سے انہوں نے مزید بتایا کہ ان کھلاڑیوں کو جہاں دیگر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں وہاں سفری سہولیات سے بھی آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے تا کہ یہ دوسرے شہروں میں جا کے اپنے کھیل کا شاندار اور کامیاب مظاہرہ کر سکیں اور اسلامیہ یونیورسٹی کا نام روشن کرتے ہوئے یونیورسٹی کے لیے اعزازات جیت کر لا سکیں۔

ڈاکٹر اطہر محبوب نے بتایا کہ اعزاز سے زیادہ طلبا کا اس میدان میں اترنا لائق تحسین ہے کہ وہ کھیلوں کو بھی ترجیح دیں اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ موبائل کی دنیا سے باہر آکر جسمانی ورزش بھی کریں تا کہ ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔ ہار اور جیت بعد کی بات ہے۔ اصل چیز ہے شراکت داری جس کے لیے ہم کاوشیں کر رہے ہیں۔

قارئین صد اکرام! اگر دیکھا جائے تو اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کھیل کے میدان میں کسی سے پیچھے نظر نہیں آتی اور جو یونیورسٹی کا کام ہوتا ہے کہ وہ ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل میں بھی معاون ثابت ہو وہ اسلامیہ یونیورسٹی اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لا کر شبانہ روز اس

محنت میں لگی ہوئی ہے وہ وقت دور نہیں جب جامعہ اسلامیہ کھیلوں میں درجہ اول کی جامعہ بن جائے گی۔انشاءاللہ

HEC Intervarsity Cricket (Men)
Championship 2022-23

Welcome To All Distinguished Guests
HEC Intervarsity Cricket (Men)
Championship 2022-23

ALL PAKISTAN INTERVARSITY
Kamyab Jawan Sports Drive
IBA University

سی ایس ایس

بلاشبہ سنٹرل سپیریئر سروسCSS کا امتحان ایک بڑااور اہم امتحان ہوتا ہے اسے مقابلے کاامتحان بھی کہتے ہیں اس کے بعد سول سروس کاآغاز ہوتاہے اس کو نمایاں نمبروں سے پاس کرنے کے بعدبنیادی دو گروپ ہوتے ہیں جن کو جوائن کیا جاتا ہے جس میں PSP گروپ یعنی پولیس سروس آف پاکستان اورDMG گروپ یعنی ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ اس امتحان میں نمایاں پوزیشن لینے والے پاکستان کے ذہین ترین افراد میں شمار ہوتے ہیں جنہیں ہم بیوروکریسی بھی کہتے ہیں جو ملکی انتظام چلانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔
المیہ یہ ہے کہ جنوبی پنجاب سے اس امتحان میں نمائندگی بہت کم ہوتی ہے یا جس طرح ہونی چاہیے ویسے نہیں ہوتی کیونکہ اس شعبہ میں باقاعدہ کوئی راہ نمائی موجود نہیں ہے لاہور چونکہ ایک مرکز ہے اور ویسے بھی کالجوں کا شہر ہے اس میں بے شمار اکیڈمیز بھی یہ تعلیم دے رہی ہیں اس لیے سنٹرل پنجاب کی بھرپور نمائندگی اس امتحان میں ہوتی ہے۔اس ضرورت کو وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے سمجھتے ہوئے اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ایک سال قبل یہ فیصلہ کیا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور یہ خدمت سرانجام دے گی اور اس خطے کے طلباء کو ہر سطح پر مکمل راہنمائی فراہم کرے گی تاکہ اس خطے کی اس محرومی کو دور کرتے ہوئے اس کاازالہ ہو سکے تو اس سلسلے میں ایک سنٹرCompitative Exam Center اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور بنائے گی جہاں پر مقابلے کے امتحان کے علاوہ دیگر مقابلے کے جو امتحانات منعقد ہوتے ہیں صوبائی اور وفاقی ملازمتوں کے لیے ان سب درج بالا امتحانات کی بہتر طور پر تیاری کو ممکن بنایا جائے گا۔

وائس چانسلر ڈاکٹر اطہر محبوب نے بتایا کہ اس سنٹر کے قیام میں ڈاکٹر احتشام انور صاحب جو کہ ڈپٹی کمشنر بہاول پور بھی رہ چکے ہیں کا کردار بھی قابل ذکر ہے کہ ان کی بھرپور راہنمائی حاصل ہوئی ہے۔ موجودہ اب سیکرٹری ایجوکیشن جنوبی پنجاب تعینات ہیں اور یاد رہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی صوبہ پنجاب کی پہلی یونیورسٹی ہے جس نے یونیورسٹی کے اندر اس طرح کی ایک اکیڈمی تشکیل دی۔ اس سنٹر کو ایک باقاعدہ ڈائریکٹر فل ٹائم لیڈ کرتے ہیں اور اس کا ایک باقاعدہ نظام تشکیل دیا گیا یعنی ایک شعبہ بنایا گیا ہے اس کے لیے کورسز اور کلاس روم ایلوکیٹ کیے گیے ہیں تا کہ سنٹر میں وہ لوگ درس وتدریس کا کام سرانجام دیں جو خود سی ایس ایس کلیئر کر چکے ہوں تا کہ وہ اپنے تجربات مشاہدات کو بچوں سے شیئر کر سکیں اور طلبا ان کے تجربے سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں کیونکہ تجربہ سب سے بڑا استاد ہوتا ہے۔

قارئین صد اکرام! سول سروس کے اردو میں معنی ہوتے ہیں ملک کے انتظامی امور سے متعلق اعلیٰ ملازمت یاد رہے کہ سی ایس ایس کا امتحان پاکستان میں ہر سال فروری کے مہینے میں مختلف سرکاری محکموں کی آسامیوں کے لیے امیدواروں کی بھرتی کی غرض سے منعقد کیا جاتا ہے۔ سی ایس ایس کے امتحان کا انعقاد فیڈرل پبلک سروس کمیشن کرتا ہے امیداروں کو امتحان میں شامل ہونے کے تین مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ امتحان صرف پاکستان کے شہری اور آزاد کشمیر کے مستقل باشندے ہی دے سکتے ہیں اس امتحان میں عمر کی حد 21 سے 30 سال کے دوران ہونی چاہیے اس امتحان میں امیدواروں کا کم از کم بیچلر ڈگری ہولڈر ہونا ضروری ہے۔ اس میں تحریری امتحان، نفسیاتی امتحان کے ساتھ ساتھ امیدواروں کا میڈیکل ٹیسٹ بھی ہوتا ہے اس میں لازمی مضامین کے پاسنگ مارکس 40% ہوتے ہیں سی ایس ایس کا امتحان کراچی، اسلام آباد، لاہور، حیدر آباد،

سکھر، فیصل آباد، گوجرانولہ، ملتان، لاڑکانہ، مظفرآباد، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، ایبٹ آباد، خضدار، بہاول پور، اوکاڑہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، اسکردو، سرگودھا، کوئٹہ گلگت اور پشاور میں منعقد ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ سی ایس ایس کے امتحان کی تاریخ کا اعلان ہر سال ستمبر میں کیا جاتا ہے۔

الغرض قصہ کوتاہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے اس خطے میں جسے ہم جنوبی پنجاب کا نام دیتے ہیں اپنا پورا پورا حق ادا کیا ہے تا کہ یہاں کے عوام مکمل طور پر اس تعلیمی سہولت سے مستفید ہو سکیں اور اپنا، تعلیمی ادارے کا اور ملک و قوم کا نام روشن کر سکیں۔

قارئین صد اکرام ! سید اکبر حسین المعروف اکبر الہ آبادی جو کہ اپنے عہد کے ایک استاد شاعر تھے علامہ محمد اقبال نے بھی اکبر الہ آبادی کی عظمت کا برملا اعتراف کیا ہے اور ان کے اسلوب کو اپنانے کی کوشش کی ہے طنز و مزاج نگار شاعر اکبر الہ آبادی نے بھی سول سروس پر قلم فرسائی کی ہے اپنے مخصوص طنزیہ و مزاحیہ انداز بیاں میں لکھتے ہیں۔

شوق لیلائے سول سروس نے مجھ مجنوں کو
اتنادوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو

HEPATITIS FREE IUB-2022
In collaboration with:
Hepatitis Control Program,
District Health Authority,
Medical And Health Division,
DHA

The Islamia University of Bahawalpur
Pedagogical Training Centre
Department of Education

The Islamia University of Bahawalpur
Competitive Exams Centre

افتتاح
محمد اختر ملک

کردار سازی

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں طلباء وطالبات کی کردار سازی پر بے حد توجہ مرکوز کی ہے تاکہ ایک ایسی نسل تیار کی جا سکے جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنی اپنی جگہ ایک لیڈر شب رول ادا کر سکیں اور جہاں بھی جس بھی شعبہ میں جا ئیں وہاں ایک ٹیم ورک کرتے ہوئے قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں ڈاکٹر، انجینئر بننے کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے نسل نو کو ایک اچھا انسان بنایا جائے ان کی تربیت پر زور دیا جائے تاکہ ایک مہذب معاشرہ جنم لے سکے۔ جس طرح کہ احمد ندیم قاسمی بیان کرتے ہیں۔

موت سے کس کو مفر ہے مگر انسانوں کو
پہلے جینے کا سلیقہ تو سکھا یا جائے

اس سلسلے میں اگر ہم اپنے نبیؐ پاک کو دیکھیں تو انہوں نے تربیت کرتے ہوئے 23سال کے قلیل عرصے میں ایک جہالت میں ڈوبے ہوئے معاشرے کو ایک مہذب معاشرہ بنا دیا۔ مشہور کالم نگار اور اینکر پرسن جناب جاوید چوہدری جو جامعہ اسلامیہ کے تعلیم یافتہ انسان ہیں نے بھی جب اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کا دورہ کیا تو اس پر زور دیا کہ پہلے تعلیم و تربیت ہوتا تھا جبکہ اب پہلے تربیت ہے اور بعد میں تعلیم ہے اور اگر ویسے بھی دیکھا جائے تو تعلیم تو آجکل کے زمانے میں عام ہو چکی ہے گلی گلی محلہ محلہ سکول کھلے ہوئے ہیں مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ تربیت نام کو دکھائی نہیں دیتی اس بات کو اور فکر کو مد نظر رکھتے ہوئے وائس

چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور جناب ڈاکٹر اطہر محبوب نے ایسے کورسز متعارف کروائے کہ جو ہر ڈگری پروگرام کے لیے ضروری قرار دیے گئے تاکہ جامعہ اسلامیہ کا ہر طالب علم اس کو پڑھے اور سیکھے اور ایک اچھا انسان بن کر ملک و قوم کی خدمت کر سکے کہ جس کے اندر انسانیت اور لیڈر شپ کو الٹیز کما حقہ موجود ہوں اور وہ اپنے روز گار کے لیے بھی مفید ہو اور سماج کے لیے بھی ایک مثبت سوچ کا حامل انسان ہو۔

کیونکہ ہمارے معاشرے میں شروع سے انسانیت اور تربیت کا فقدان رہا ہے۔ اس لیے ہر انسان ایک انفرادی سوچ رکھتا ہے اس سوچ کو بدلنا ہو گا کیونکہ سوچ بدلے گی تو پاکستان بدلے گا۔ ہم نے اس سوچ کو اجتماعیت میں تبدیل کرنا ہے۔ شاعر مرزا فیصل نے سوچ کی تکرار کرتے ہوئے کچھ یوں طبع آزمائی کی ملاحظہ ہو۔

کبھی اس طرح نہیں سوچنا کبھی اس طرح نہیں سوچنا
یہی آج تک نہ سمجھ سکے کہ ہمیں کس طرح نہیں سوچنا
مجھے تیرے لیے ہے سوچنا تجھے میرے لیے ہے سوچنا
ہم کیوں اس طرح سوچتے ہیں ہمیں جسطرح نہیں سوچنا

اقبال کے پیر و مرشد مولانا جلال الدین رومی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ -"چراغ لے کر تمام شہر میں پھرا کہ کوئی انسان نظر آئے مگر نظر نہ آیا اور موجودہ زمانہ تو روحانیت کے اعتبار سے بالکل تہی دست ہے اخلاص، محبت، مروت اور یکجہتی کا نام و نشان نہیں رہا آدمی آدمی کا خون پینے والا اور قوم قوم کی دشمن ہے یہ زمانہ انتہائی تاریکی کا ہے مگر تاریکی کا انجام سفید ہے۔

جس طرح اقبال بیان کرتے ہیں

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں طلباء وطالبات کی ایسی ذہن سازی کردار سازی اور شخصیت سازی کر رہی ہے کہ نسل نو کی ایسی تربیت ہو کہ وہ ڈاکٹر، انجینئر کے ہنر کے ساتھ ساتھ جوان کے روزگار کے لیے مفید ہو دوسروں لوگوں کو بھی فائدہ پہنچا سکیں اور انہیں ایسا انسان بنائے کہ جس کا کردار دوسروں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو جس طرح کہ میرے استاد محترم اور معروف شاعر جناب انور مسعود بیان کرتے ہیں۔

ایک نصیحت کیے دیتا ہوں دل میں ڈال رکھیے گا
سب اپنا خیال رکھتے ہیں دوسروں کا خیال رکھیے گا

اس سلسلے میں جب وائس چانسلر سے گفتگو ہوئی تو ڈاکٹر اطہر محبوب نے بتایا کہ ڈگری پروگرام کا ایک تہائی یعنی 15 کورسز ایسے ڈائزین کیے گئے ہیں جو انسان سازی میں بے حد معاون ثابت ہوں گے اور جن کا پڑھنا ہر ایک پر لازم ہو گا اس طرح وہ باقی معاشرے کے ساتھ ہم آہنگی کی فضا بھی پیدا کر سکیں گے ان اضافی کورسز میں درج ذیل شامل ہیں۔

۱ ۔ فہم القران
۲۔ شعور آگاہی برائے بنیادی صحت
۳۔ آئین پاکستان، لیگل سسٹم
۴۔ کمیونیکیشن سکل

۵۔ کریٹیکل تھینکنگ اینڈ لاجیکل اینڈ

۶۔ انگلش کمپیٹیشن

۷۔ سول لائیزیشن سوسائٹی اینڈ اسٹیٹ

۸۔ اردو ادب

۹۔ لائف اینڈ اکیڈمک سکل

۱۰۔ ریجنل اینڈ فارن لینگو یجز

۱۱۔ انوارمنٹ اینڈ ایگریکلچر

۱۲۔ میتھ

۱۳۔ انگلش

۱۴۔ مطالعہ پاکستان

۱۵۔ اسلامیات

مزید ڈاکٹر اطہر محبوب نے بتایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک متوازن انسان جس میں برداشت کا مادہ بھی بہت زیادہ ہو کی تشکیل ہو سکے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک اور مثبت قدم اٹھایا ہے حالات وواقعات اور خطے کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ایک چائیز لینگو یج سنٹر کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

الغرض! جامعہ اسلامیہ جوئیندگان علم کی تشنگی دور کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ایک ایسا شہری بنا رہی ہے تا کہ وہ عملی زندگی میں ایک مفید اور کار آمد انسان بن سکیں۔ جن کی ذات سے نہ صرف انہیں خود بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔

وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کا پیغام

جناب پروفیسر عمران بشیر صاحب سے میری پہلی ملاقات تقریباً آٹھ سال پہلے ہوئی تھی جب وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے رحیم یار خان کیمپس کی ایک خوبصورت ادبی تقریب کی کمپیئر نگ کر رہے تھے۔ میں بحیثیت وائس چانسلر خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئر نگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے بطور مہمان خصوصی اس تقریب میں مدعو تھا۔ پروفیسر عمران بشیر نے اپنے انتہائی پر اعتماد اور دل لبھانے والے کمپیئر نگ کے انداز سے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس دن سے لے کر آج کے دن تک شعروں کی ادائیگی کے اسلوب اور بلا کے شعری حافظے کے حوالے سے میں نے ان کا ثانی نہیں پایا۔ رحیم یار خان میں چار سال کا ٹینیور تھا جہاں ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ چلتا رہا اور ہمارا تعلق جان پہچان سے بڑھ کر دوستی میں تبدیل ہو گیا۔ پروفیسر عمران بشیر اس تمام عرصہ میں ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں اور مخلص دوست کی مانند میری ہمت بڑھاتے رہے ہیں۔ پروفیسر عمران بشیر کے توسط سے میرے کئی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیات سے تعلقات و مراسم قائم ہوئے جن میں مرحوم امجد اسلام امجد ،انور مسعود اور زاہد فخری جیسی باکمال شخصیات شامل ہیں۔ پروفیسر عمران بشیر ایک متحرک اور گہرا مشاہدہ رکھنے والی شخصیت کے مالک ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے میرے چار سالہ دور وائس چانسلر شپ کو بھی آپ نے بغور دیکھا اور اس میں مجھے گاہے بگاہے برادرانہ مشوروں سے بھی نوازتے رہے۔ ہر سال بہاول پور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کے تقریب مشاعرہ کے اہتمام میں بھی پروفیسر عمران بشیر صاحب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

اس کتاب کے منصوبے پر پروفیسر عمران بشیر صاحب نے انتہائی ثابت قدمی سے تقریباً دو سال کام کیا۔ جب کتاب کا پہلا باب بطور کالم چھپا تو وہ انتہائی اعلیٰ پائے کا تھا اور آپ کی

تحریری صلاحیتوں کا ایک انتہائی دلفریب نمونہ ثابت ہوا۔ کتاب کے ہر باب کے لیے آپ نے انتہائی توجہ سے مضمون اور مرکزی خیال کا انتخاب کیا اور پھر جانفشانی سے کئی نشستوں میں رحیم یار خان سے بہاول پور کا طویل سفر کر کے سوال وجواب کے ذریعہ میرے خیالات اور حقائق پر مبنی معلومات جمع کیں اور انہیں اپنے قلم کے ذریعے آنے والے ادوار کے لیے محفوظ کر دیا۔ میرے وائس چانسلر شپ کے چار سالہ دور جو کہ 2019 سے 2023 پر محیط ہے مضامین کے اعتبار سے یہ ایک جامع اور مستند ذخیرہ معلومات ہیں۔ پروفیسر عمران بشیر نے بے انتہا دقت اور محنت شاقہ سے یہ کتاب بہت ہی منفرد اور یگانہ انداز میں اور میرے لیے اپنی بے پناہ عقیدت اور محبت کے اظہار و ثبوت کے طور پر رقم کی ہے۔ میں اس انمول تحفے کے لیے تاحیات ان کا ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں اور پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں دلچسپی رکھنے والے تمام افراد کے لیے بھی یہ کتاب لازمی طور پر پڑھنے والی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے میں اس کتاب کو اپنے لیے ایک تحفہ کے ساتھ ساتھ آنے والے دنوں اور سالوں کے لیے محنت اور تعلیمی شعبے کی خدمت جاری رکھنے کے لیے اپنی ذات کے لیے ایندھن کی مانند سمجھتا ہوں۔

پروفیسر عمران بشیر صاحب بلاشبہ آپ نے اس خوبصورت کتاب کے ذریعے ہماری دوستی اور باہمی عقیدت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کاوش اور محنت کا صلہ عطا فرمائے، آمین۔

ڈاکٹر اطہر محبوب

وائس چانسلر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

21 مئی 2023

جناب پروفیسر عمران بشیر صاحب سے میری پہلی ملاقات تقریباً آٹھ سال پہلے ہوئی تھی جب وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے رحیم یار خان کیمپس کی ایک خوبصورت ادبی تقریب کی کمپیئرنگ کر رہے تھے۔ میں بحیثیت وائس چانسلر خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے بطور مہمان خصوصی اس تقریب میں مدعو تھا۔ پروفیسر عمران بشیر نے اپنے انتہائی پر اعتماد اور دل لبھانے والے کمپیئرنگ کے انداز سے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس دن سے لے کر آج کے دن تک شعروں کی ادائیگی کے اسلوب اور بلا کے شعری حافظے کے حوالے سے میں نے ان کا ثانی نہیں پایا۔